کی پیدائش کے بعد ساتویں دن یا شروع کے ایام میں ہی کروا دے تاکہ جب اس میں عقل آ جائے اور فہم امور کی صلاحیت پیدا ہو اور وہ بھلے بُرے کی تمیز کرنے کے مرحلہ میں داخل ہو تو اپنے آپ کو ختنہ شدہ پائے۔

## ختنہ شدہ پیدا ہونے والے بچے

اکثر مشاہدہ میں آیا ہے کہ بعض نومولود قدرتی طور پر پیدائش کے وقت بغیر قلفہ یا نصف قلفہ یا بہت قلیل قلفہ کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ان بچوں کا حشفہ مکمل کھلا ہوا ہو تو ایسی صورت میں ان کے ختنہ کی حاجت نہیں ہوتی ہے، لیکن جن بچوں کا قلفہ نصف حشفہ سے کچھ کم یا نصف یا نصف سے بھی کچھ اوپر تک ہوتا ہے ایسے بچوں کی ختنہ ضرور کروانا چاہیئے کیونکہ حشفہ پر قلفہ کی موجودگی سے غلیظ رہنے کا احتمال ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ "جو بچے اس طرح یعنی ختنہ شدہ پیدا ہوتے ہیں اُن کی ختنہ چاند کرتا ہے" علامہ ابن قیمؒ نے اسے لوگوں کا واہمہ اور خرافات قرار دیا ہے[1]۔ قدرتی طور پر مختون پیدا ہونے والے بچوں کی یہ صفت اُن کے کسی جسمانی عیب یا ان کی کسی خصوصیت یا بزرگی کی علامت نہیں ہوتی، جیسا کہ بعض لاعلم لوگوں کا خیال ہے، یہ محض ایک امرِ رب اور مشیتِ الٰہی ہے بہت سے غیر مسلم بچے بھی ایسی کیفیت میں پیدا ہوتے دیکھے گئے ہیں۔

## برِصغیر میں ختنہ پر تقریب کا اہتمام اور مروجہ رسومات

ہندوستان و پاکستان میں عام طور پر غیر تعلیم یافتہ طبقہ میں بچہ کے ختنہ اور عقیقہ کے مواقع پر بعض بُری رسومات دیکھنے میں آتی ہیں۔ مثلاً ناچ رنگ و ڈھول، گاتے باجے یا مجلسِ میلاد کا اہتمام، گھوڑے پر بچہ کو سوار کرا کر کسی مسجد یا بزرگ کے مزار تک لے جانا، بچہ کے سر پر پھول و سہرا باندھنا، نظرِ بد سے بچانے کے لیے اس کے چہرے پر کالا ٹیکہ لگانا، منت کے طور پر لڑکے کے کان چھیدنا، سرخ و پیلے رنگ یا کالے رنگ کا دھاگا گلے میں لٹکانا یا بازو اور کمر پر باندھنا، کوئی سکہ یا ہڈی کا ٹکڑا یا لوہے یا چاندی یا سونے کا چاقو گلے میں لٹکانا، بچہ کے سر کے چاروں طرف روپیہ کئی بار گھما کر اس کا صدقہ اور بلائیں اتارنا، بچہ کے بازو پر امام ضامن باندھنا، کمر میں پٹہ اور تلوار لٹکانا، نیاز و فاتحہ کرنا اور اس کی شیرینی تقسیم

---

[1] زاد المعاد لامام ابن القیم ج ۱ ص ۲۳ مطبعۃ السنۃ المحمدیۃ

کرنا وغیرہ، یہ سب غیر شرعی اور جاہلانہ رسوم و اختراعات ہیں۔ ان سے خود بچنا اور دوسروں کو بھی روکن چاہیئے۔[1] البتہ ختنہ کے موقع پر اللہ کے نام پر ذبیحہ کر کے دوست و احباب اور اعزا و اقرباء کی دعوت (جس کو طعام العذیرہ یا طعام الختان بھی کہتے ہیں) کے اہتمام اور فقراء و مساکین میں اس کا صدقہ کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

## کیا عورتوں پر بھی ختنہ ہے؟[2]

کیا مردوں کی طرح عورتوں پر بھی ختنہ کروانا واجب ہے؟ اس مسئلہ میں اکثر فقہاء و ائمہ مجتہدین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ عورتوں یا بچیوں کا ختنہ کروانا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ عورتوں کی ختنہ کروانے کے متعلق امام احمد بن حنبلؒ کی دو مختلف روایتیں ملتی ہیں۔ ایک روایت میں انہوں نے مردوں اور عورتوں دونوں پر ختنہ کروانا یکساں واجب قرار دیا ہے، دوسری روایت میں ہے کہ آپؒ نے عورتوں پر نہیں بلکہ صرف مردوں پر ختنہ کروانا واجب قرار دیا ہے۔ امام موصوفؒ کی یہ دوسری روایت اہلِ علم فقہاء اور ائمہ مجتہدین کے اجماع اور ان باتوں کے موافق ہے جو ائمہ کرام نے اس ضمن میں بیان فرمائی اور اُمتِ مسلمہ میں نسلاً بعد نسل وراثت میں چلی آرہی ہیں۔

یہ بات معروف ہے کہ مردوں پر ختنہ کروانا اس وقت سے واجب قرار پایا جب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بحکمِ خدا تعالیٰ اسّی سال کی عمر میں اپنی ختنہ[3] فرمائی، لیکن عورتوں کی ختنہ کا رواج کب اور کس طرح پڑا؟ اس کے متعلق مختلف کتبِ اسلامیہ میں ایک واقعہ تھوڑے سے بہت اختلاف کے ساتھ اس طرح مذکور ہے:

حضرت ابن عباسؓ سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی نسبت منقول ہے کہ:
"جب (حضرت) سارہ نے دیکھا کر (حضرت) اسماعیلؑ کی والدہ (حضرت ہاجرہ) سے (حضرت) ابراہیمؑ محبت کرنے لگے تو ان کے دل میں شدید غیرت پیدا ہوئی یہاں تک کہ وہ قسم کھا

---

[1] تفصیل کے لیے راقم الحروف کا مضمون "اسلام اور حقوقِ اطفال"، دوسری قسط ماہنامہ میثاق لاہور صفحہ ۲۳ جلد ۳۰ عدد ۲ و ۱ مجریہ ماہ جنوری و فروری ۱۹۸۱ء ملاحظہ فرمائیں۔

[2] عورتوں کا ختنہ مردوں کے ختنہ سے شکلاً و حکماً بلکہ ہر لحاظ و اعتبار سے مختلف ہوتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ عورت کے پوشیدہ عضو کے بالائی ایک مخصوص حصہ کو جسے انگلش میں "CLITORIS" کہتے ہیں کاٹ دیا جاتا ہے جب کہ مرد کے پوشیدہ عضو کی اگلی فاضل جلد (PREPUCE) کو کاٹ کر علیحدہ کیا جاتا ہے۔ [3] رواہ البخاری کتاب الانبیاء

بیٹھیں کہ وہ (حضرت) ہاجرہ کے اعضاء میں سے کوئی عضو ضرور کاٹ دیں گی۔ جب یہ اطلاع (حضرت) ہاجرہ کو پہنچی تو انہوں نے ذِرع پہننا شروع کر دی جس کے دامن طویل رکھے اور یہ دنیا کی پہلی عورت ہیں جس نے دامن لمبا بنایا[1] اور ایسا اس لیے کیا تھا کہ چلتے ہوئے دامن کی رگڑ سے قدموں کے نشانات زمین پر باقی نہ رہیں کہ (حضرت) سارہ اُن کے آنے جانے کو نہ پہچان سکیں (حضرت) ابراہیم علیہ السلام نے (حضرت) سارہ سے فرمایا کہ کیا تم یہ چیز حاصل کر سکتی ہو کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر اپنے آپ کو راضی کر لو، اور (حضرت) ہاجرہ کا خیال چھوڑ دو۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے جو قسم کھائی ہے اب اس سے عہدہ برآ ہونا کیسے ممکن ہو گا؟ آپ علیہ السلام نے اس کی یہ ترکیب بتائی کہ تم (حضرت) ہاجرہ کے پوشیدہ جسم کے اوپر کا حصہ گوشت (جو ایک مستقل عضو ہے)، کاٹ دو۔ عورتوں میں یہ ایک سنت جاری ہو جائے گی اور تمہاری قسم بھی پوری ہو جائے گی تو وہ اس پر رضامند ہو گئیں اور اس کو کاٹ دیا اور یہ طریقہ عورتوں میں جاری ہو گیا۔" (کتاب الاذکیاء لامام ابن الجوزی رحمہ اللہ، اردو ترجمہ لطائف علمیہ مترجم اشتیاق احمد صاحب ص ۲۷ مطبع دارالاشاعت کراچی ع ۱)

اسلام نے آنے کے بعد جب اُمتِ مسلمہ پر ختنہ کو مشروع کیا تو اسے صرف مردوں کے لیے خاص کیا لیکن عورتوں کو اس طریقہ سے روکا بھی نہیں گیا۔ چنانچہ آج بھی مصر، بلادِ یمن اور بعض عرب قبائل میں عورتوں کی ختنہ کیے جانے کا رواج پایا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے کہ آپ نے کبھی عورتوں کو ختنہ کروانے کا حکم دیا ہو، اس ضمن میں شداد کی اس حدیث کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اور مروی نہیں ہے، جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ یعنی:

اَلْخِتَانُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ مَكْرُمَةٌ لِلنِّسَاءِ۔" (رواہ امام احمد رحمہ اللہ)

"ختنہ مردوں کے لیے سنت اور عورتوں کے لیے مکرم ہے۔"

امام محمد غزالی رحمہ اللہ نے بھی احیاء العلوم[2] میں اس حدیث کا ذکر فرمایا ہے[3]۔ اس حدیث میں

---

[1] رواہ البخاری کتاب الانبیاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہ [2] احیاء العلوم للغزالی ج ۱ اردو ترجمہ محمد احسن صدیقی نانوتوی ص ۲۴۳ مطبع دارالاشاعت کراچی) [3] اس حدیث کے ماخذ بیان کرتے ہوئے مترجم اور حاشیہ نویس نے ان الفاظ میں صراحت فرمائی ہے: "احمد و بیہقی بروایت اسامہ بسند ضعیف" (احیاء العلوم للغزالی اردو ترجمہ محمد احسن صدیقی نانوتوی ج ۱ ص ۲۴۳)

عورتوں کے ختنہ کروانے کی طرف اشارہ اور جواز ملتا ہے، نہ صرف جواز بلکہ اسے تکریم و عزت کا باعث بھی بتایا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ اس حدیث کی صحت میں محدثین کو کلام ہے لیکن بعض لوگ اس کے ضعف کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ اگر حدیث کی صحت فرض کر لی جائے تو بھی اس صورت میں اس حدیث سے محض عورتوں کے ختنہ کا استحباب ثابت ہوتا ہے، وجوب نہیں۔ اس کے مستحب ہونے کے لیے خود حدیث کے الفاظ "مَكْرُمَةٌ لِلنِّسَاءِ" دلیل قاطع ہیں۔

امام محمد غزالیؒ عورتوں کی ختنہ کے متعلق مزید وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اور چاہیئے کہ عورتوں کے ختنہ کرنے میں مبالغہ نہ کیا جائے۔ اُمِ عطیہؓ جو ختنہ کیا کرتی تھیں ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اے اُمِ عطیہؓ ذرا سی بو سونگھا دے اور زیادہ مت کاٹ کہ اس قدر سے چہرہ کی آب زیادہ ہو گی اور خاوند کو اچھی معلوم ہو گی"۔[1] (احیاء العلوم لامام محمد الغزالی ج ۱ اردو ترجمہ از محمد احسن صدیقی نانوتوی ص ۲۴۳ مطبع دار الاشاعت کراچی ۱۹۷۹ء)

## کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ شدہ پیدا ہوئے تھے؟

اس امر میں محدثین، اصحاب سیر و تاریخ کا آپس میں اختلاف ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدرتی طور پر ختنہ شدہ پیدا ہوئے تھے، بعض کا گمان ہے کہ پیدائش کے بعد آپؐ کی ختنہ، شق صدر کے دن ملائکہ کے ہاتھوں ہوئی تھی اور بعض کا قول ہے کہ آپؐ کے دادا عبد المطلب نے قریشی قبیلہ کے رواج کے مطابق آپؐ کی ختنہ خود کی تھی۔

سید قاسم محمود صاحب مدیر شاہکار فاؤنڈیشن لکھتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختون پیدا ہوئے تھے۔"

(شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا ص ۸۲۴ مطبع شاہکار فاؤنڈیشن)

اور اکبر شاہ خاں نجیب آبادی فرماتے ہیں: "ابن سعدؒ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ

---

[1] امام غزالیؒ کی بیان کردہ یہ حدیث بھی صحت کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ چنانچہ خود احیاء کے مترجم و حاشیہ نویس لکھتے ہیں: "ابو داؤد بروایت اُمِ عطیہ بسند ضعیف"۔ (احیاء العلوم للغزالی ج ۱ ص ۲۴۳ اردو ترجمہ محمد احسن صدیقی نانوتوی)

صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو آپؐ کے ساتھ کچھ آلائش نہ نکلی جیسی کہ اور بچوں کے ساتھ بوقتِ پیدائش نکلتی ہے ۔ آپؐ ماں کے پیٹ ہی سے مختون پیدا ہوئے تھے[1] (تاریخ اسلام مصنفہ اکبر شاہ خاں نجیب آبادی ج ۱ ص ۹۰ مطبع ادارہ مرکزِ ادب جامع مسجد دیوبند)

اسی طرح ایک مشہور عالمِ دین کمال الدین بن طلحہ نے اس بات کی تائید میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ شدہ پیدا ہوئے تھے مستقل ایک کتاب تصنیف کی اور اس میں اس باب کی تمام احادیث و روایات کو جمع کیا ہے ۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مختون پیدا ہونے کے بارے میں محققین کی رائے یہ ہے کہ "اس باب میں جو بھی حدیث مروی ہے وہ صحیح نہیں ہے" چنانچہ امام ابوالفرج ابن الجوزیؒ نے ایسی روایات کے ضعیف ہونے کا ذکر اپنی مشہور کتاب "الموضوعات" میں کیا ہے ۔

امام ابنِ قیمؒ فرماتے ہیں :

"اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے اور نہ ہی آپؐ کا مختون پیدا ہونا آپؐ کے خواص میں سے ہے ۔ کیونکہ بہت سے انسان مختون پیدا ہوتے ہیں ...... بیت المقدس کے استاذِ حدیث ابوعبداللہ محمد بن عثمان الخلیلی فرماتے ہیں کہ "وہ اسی طرح (یعنی مختون) پیدا ہوئے تھے اور اُن کے اہلِ خانہ میں سے کسی نے اُن کی ختنہ نہیں کی تھی" (زاد المعاد فی ہدی خیر العباد مصنفہ امام ابن القیمؒ ج ۱ ص ۲۵ مطبعۃ السنۃ المحمدیہ)

کمال الدین ابنِ عدیم نے کمال الدین بن طلحہ کی مذکورہ بالا تصنیف، جس میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مختون پیدا ہونے کی تائید میں اس باب کی کافی روایات اور احادیث جمع کی ہیں، پر سخت نقد و جرح کی ہے اور ان جمع کردہ تمام روایات و

---

[1] مشہور مصری سیرت نگار ڈاکٹر محمد حسین ہیکل "محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش (۵۷۰ سنہ عیسوی)" کے زیرِ عنوان لکھتے ہیں :

"حضرت آمنہ کے حمل اور وضع حمل (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش) میں کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی" (حیوٰۃ محمدؐ مصنفہ ڈاکٹر محمد حسین ہیکل مصری ص ۴۷ انگریزی ترجمہ اسماعیل اے راغب الفاروقی مطبع نارتھ امریکن ٹرسٹ پبلیکیشنز ۱۹۷۶ء)

احادیث کا علمی جائزہ لے کر یہ واضح کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحقیقت غیر ختنہ شدہ پیدا ہوئے تھے اور یہ کہ آپؐ کی ختنہ اہل عرب کی عادت اور عرب قاطبہ کی سنّت کے مطابق پیدائش کے بعد کی گئی تھی۔

جن بعض لوگوں کا گمان ہے کہ ڈھائی سال کی عمر میں جس دن ملائکہ نے آپؐ کا سینہ مبارک چاک کیا تھا، اس دن آپؐ کی ختنہ بھی ملائکہ کے ہاتھوں ہی ہوئی تھی، اُن کے اِس گمان کی بنیاد وہ روایت ہے جس میں مذکور ہے کہ" : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو سفید پوش میرے پاس آئے۔ مجھے لٹا کر میرا سینہ چاک کیا اور اس میں سے کچھ نکال کر پھینک دیا، میں نہیں جانتا کہ وہ کیا چیز تھی [۱] "اس چیز" سے لوگوں نے آپؐ کا ختنہ کیا جانا سمجھا ہے۔ جو صحیح نہیں ہے۔

محققین کا ایک تیسرا قول جو زیادہ راجح اور صحیح ہے وہ یہ ہے کہ: "آپؐ کی پیدائش کے ساتویں دن آپؐ کے دادا عبد المطلب نے آپؐ کی ختنہ کی، آپؐ کی پیدائش کی خوشی اور اعزاز میں قبیلہ والوں کی دعوت کی اور آپؐ کا نام محمدؐ رکھا [۲]" امام ابن الجوزیؒ اور امام ابن قیمؒ بھی اس تیسرے قول کو ہی صحیح بتاتے ہیں۔

ابو عمر ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں کہ "اس باب میں ایک حدیث مسند غریب [۳] موجود ہے جسے احمد بن محمد بن احمد، محمد بن عیسیٰ، یحییٰ بن ایوب علاف، محمد بن ابی السری عسقلانی، ولید بن مسلم، شعیب، عطاء خراسانی اور عکرمہ نے ابن عباسؓ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ: " عبد المطلب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختنہ ساتویں دن کی، ان کی (پیدائش کی خوشی اور) اعزاز میں (اہل قبیلہ) کو دعوت دی اور ان کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا۔"

---

۱؎ ابن اسحاق وغیرہ وانگلش ترجمہ حیوٰۃ محمدؐ مصنفہ ڈاکٹر محمد حسین ہیکل مصری ص۵۰ طبع امریکہ

۲؎ زاد المعاد فی ہدی خیر العباد للامام ابن القیمؒ ج ۱ ص۳۵ و تاریخ اسلام مصنفہ اکبر شاہ خاں نجیب آبادی ج ۱ ص۹۰ و انگریزی ترجمہ حیوٰۃ محمدؐ مصنفہ ڈاکٹر محمد حسین ہیکل مصری ص۴۸

۳؎ اس حدیث کے متعلق یحییٰ بن ایوب فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس روایت کو طلب کیا تو اہل الحدیث میں سے کسی ایک شخص کے پاس بھی نہ پایا بجز ابن ابی السری کے۔

## ختنہ کے صحت وتندرستی سے متعلق فوائدِ جلیلہ

(۱) یہ صحت کی ایک عظیم تدبیر ہے جو ختنہ شدہ شخص کو بہت سے امراض سے بچائے رکھتی ہے۔ ان امراض کی تفصیل، جو ختنہ نہ کروانے کے باعث پیدا ہوتے ہیں، ڈاکٹر صبری القبانی نے اپنی کتاب "حیاتنا الجنسیۃ" میں اور بعض دوسرے ماہرینِ علمِ طب وجراحت نے اپنی اپنی تصانیف میں لکھی ہے۔

(۲) ختنہ کروانے سے تحسین وتزیینِ خلقت اور تعدیلِ شہوت پیدا ہوتی ہے۔

(۳) ختنہ کے مقام پر سرطان پیدا ہونے کے امکانات بہت کم ہو جاتے ہیں۔ اکثر ایسے لوگوں کو، جو غیر ختنہ شدہ ہوتے ہیں، سرطانِ حشفہ یا سرطانِ قلفہ کی شکایت میں مبتلا دیکھا گیا ہے۔

(۴) اگر بچہ کی ختنہ کروانے میں عجلت کی جائے تو ایسے بچوں میں نیند کی حالت میں پیشاب کرنے کی شکایت کم پائی جاتی ہے۔

(۵) ختنہ کروانے سے انسان سیلانِ شحمی اور مفرزاتِ دھنیہ کے مسلسل خروج سے چھٹکارا پا جاتا ہے، جو اکثر غیر شادی شدہ نوجوانوں کو بیمار بنائے رکھنے کے خاص اسباب ہیں۔

(۶) ختنہ کروانے سے حشفہ وقلفہ کی معقول صفائی ہوتی رہتی ہے جس سے اس کے پکنے یا سڑ جانے کا خدشہ نہیں رہتا۔

(۷) ختنہ کروانے سے تمدد کے دوران انحباس حشفہ کا خطرہ بھی باقی نہیں رہتا۔ وغیرہ۔

خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل ممکن نہ ہوگی۔ شکریہ!
(مینیجر)